بسم اللہ الرحمن الرحیم

# نظرات

قمری حساب سے ھجری سال کا یہ پہلا مہینہ ھے۔ اسلامی کیلنڈر میں اس سے نئے سال کا آغاز ھوتا ھے۔ نوروز یا سال نو کی مبارکباد کی اگر کوئی وجہ جواز ھے تو بحیثیت مسلمان اس کے لئے یہی مہینہ موزوں اور مناسب ھو سکتا ھے۔ یوں تو محرم کا مہینہ ھر سال آتا ھے مگر اس محرم کو یہ امتیاز حاصل ھے کہ اس سے مسلمانوں کی تقویم میں سال نو ھی کا نہیں نئی صدی کا آغاز ھوتا ھے۔ گزشتہ مہینے ذوالحجہ کی آخری تاریخ کو چودھویں صدی ھجری اختتام پذیر ھوئی اور اس ماہ یکم محرم کو کاروان حیات نے پندرھویں صدی ھجری میں قدم رکھا۔ پلٹ کر پیچھے دیکھیں تو گزشتہ صدی کے سو سال کیسے کیسے واقعات، حوادث اور سانحات اپنے دامن میں سمیٹے ھوئے ھیں۔ ان کا احاطہ تو کجا سرسری اشارے پر اکتفا کریں تو بھی دفتر کا دفتر درکار ھو۔

ع - سفینہ چاھیئے اس بحر بیکراں کے لئے

صدی ھجری تقریبات کا سلسلہ جاری ھے۔ تقاریر، مباحثے اور مذاکرے ھوں گے، مقالے اور مضامین لکھے جائیں گے، جن میں اھل علم گزشتہ صدی کا تنقیدی جائزہ پیش کریں گے اور آئندہ صدی کے منصوبے عزائم، امکانات و مضمرات پر روشنی ڈالیں گے۔ اس موقع پر میرا ذھن ایک گرہ کی عقدہ کشائی میں ناخن تدبیر کا سارا زور صرف کر چکا ھے پھر بھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔ بچپن سے سنتے چلے آئے ھیں کہ چودھویں صدی قیامت کی صدی ھے۔ اس صدی

کے اختتام تک قیامت آجائے گی اور دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ بات مسلمانوں میں قصے کہانی کے طور پر نہیں امر مسلمہ کے طور پر رائج اور مشہور تھی۔ بچپن میں بزرگوں سے سنتے تھے اور ہمارا معصوم ذہن اسے اذعان کے ساتھ قبول کر لیتا تھا۔ بڑے بوڑھے اسے یوں بیان کرتے تھے جیسے وحی الٰہی کے ذریعے انہیں بتادیا گیا ہو کہ چودھویں صدی دنیا کی آخری صدی ہوگی۔ چودھویں صدی ختم ہو گئی اور دنیا جوں کی توں باقی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں یہ بات کس نے پھیلائی اور کیوں پھیلائی۔ اس کے پیچھے کیا عوامل کارفرما تھے۔ اس سے پھیلانے والوں کا مقصد کیا تھا۔ اگر کوئی صاحب اس موضوع پر تحقیق اور غور و فکر کے بعد لکھ کر اس عقدے کو حل کر سکیں یا اس پر روشنی ڈال سکیں تو میں اور میری طرح بہت سے دوسرے لوگ بھی اس کا خیرمقدم کریں گے۔ بظاہر یہ ایک معمولی سا سوال ہے۔ لیکن بعض چھوٹی باتیں بڑے نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔

مسلمانوں کی تاریخ میں بلاشبہہ یہ ایک اہم موقع ہے۔ اس موقع کی مناسبت سے شایان شان تقریبات کا انعقاد دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس تقریب سے میرے ذہن میں ایک اور سوال یہ آتا ہے کہ مسلمانوں کی اپنی تقویم ہوتے ہوئے جو محض ایک تقویم ہی نہیں، بلکہ اس کے پیچھے دینی روایات کا ایک سلسلہ ہے اور اسے مذہبی تقدس کا درجہ حاصل ہے، مسلمانوں میں عملاً عیسوی کیلنڈر کیوں اور کیسے رائج ہو گیا۔ ہمارے کسی مضمون نگار نے اپنے مضمون میں اس مسئلے کو چھیڑا ہے۔ لیکن سیر حاصل بحث نہیں کر سکے جو کسی نتیجے پر پہنچا سکتی۔ آج کیفیت یہ ہے کہ سنہ ہجری کی حیثیت متاع گم گشتہ کی ہے۔

تلاش گم‌شدہ کے اشتہار تو وقتاً فوقتاً نظر سے گزرتے ھیں مگر کہیں یوسف گم گشتہ کا سراغ نہیں ملتا ۔ اس کی کیا وجہ ھے ۔ آجکل احیائے اسلام، اسلامی نشاۃ ثانیہ، ملی تشخص، مسلمانوں میں بیداری کی لہر، یہ اور اس جیسے بے شمار دوسرے خوش آئند فقرے اور الفاظ بکثرت نظر سے گزرتے ھیں، اور ان کے مصداق کو تلاش کیا جائے تو ناکامی نہ ھوگی ، لیکن کیا اس کے تقاضوں میں سے ایک اھم تقاضا یہ نہیں کہ مسلم حکومتیں، اور مسلمان عوام عیسوی کیلنڈر کو ترک کرکے ھجری کیلنڈر کو اپنا لیں ۔ جس وقت حضرت عمر کے زمانے میں سنہ ھجری کا فیصلہ کیاگیا آخر اس وقت بھی تو ماہ و سال کے حساب کے لئے متعدد کیلنڈر پہلے سے موجود اور مروج تھے ۔ اس وقت کے مسلمانوں نے اپنا کیلنڈر بنانے کی بجائے ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کیوں نہیں کر لیا ۔ پاکستان کی نظریاتی مملکت میں جو مسلمانوں کا ملک ھے اور جہاں اسلام کو ریاست کے مذھب کی حیثیت ملی ھوئی ھے، اگر یہاں فوری طور پر سن ھجری رائج کر دیا جائے تو پندرھویں صدی ھجری کا یہ ایک یادگار کارنامہ ھوگا اور تاریخ کے صفحات میں اس کا ذکر یقیناً سنہرے حرفوں میں لکھا جائے گا ۔ کشمیر کے پہلے نو مسلم حکمران کی مثال ھمارے سامنے ھے ۔ راجہ رینچن جس کا اسلامی نام سلطان صدر الدین ھے مسلمان ھوتے ھی اس نے رائج الوقت تقویم کو موقوف کرکے ھجری سن کو نافذ کیا ۔

---

قارئین فکر و نظر جن کی قوت فکر کے ساتھ ذوق نظر کی آزمائش بھی خاصی ھو چکی ھے یہ دیکھ کر یقیناً خوش ھوں گے کہ اس مہینہ سے فکر و نظر ٹائپ میں چھپنے لگا ھے ۔ ٹائپ کی بات آتی ھے تو مجھے لسان العصر حضرت اکبر کا یہ

شعر یاد آنے لگتا ھے۔

حرف پڑھنا پڑا ھے ٹائپ کا　　پانی پینا پڑا ھے پائپ کا

اس کے جواب میں بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ھے کہ

ع ۔ اگلے وقتوں کے ھیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو

یہ گزشتہ صدی کی بات ھے۔ زمانہ بہت آگے نکل چکا ھے۔ صحیح یا غلط، اچھا یا خراب یہی آج کا چلن ھے۔ پانی تو فقط پائپ ھی کا ھے البتہ حرف ابھی تک دونوں طرح کے چل رھے ھیں۔ پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ کتابت اور ٹائپ کے مسئلے پر قارئین فکر و نظر میں اختلاف رائے بایا جاتا ھے۔ عرصہ ھوا ایک مرتبہ ان کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس کا کوئی فیصلہ کن نتیجہ غالباً برآمد نہیں ھوا تھا۔ اس کے باوجود ماضی میں مدتوں پرچہ ٹائپ ھی میں چھپتا رھا۔ ٹائپ بہت اچھا نہیں تھا پھر بھی اسے کتابت کے مقابلہ میں پسند کیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ شاید کتابت کے معیار کی پستی ھو۔ اچھے ٹائپ اور اچھی کتابت میں انتخاب کا سوال ھو تو میں خود بھی ذاتی طور پر کتابت کو ھی ترجیح دوں گا۔ مگر کاتب ھو کوئی زریں رقم، پرویں قلم۔ پھر پڑھا لکھا بھی ھو جس کی کتابت میں غلطیوں کی بھرمار نہ ھو۔ ظاھر ھے ایسے کاتبوں کا وجود آجکل عنقا ھے۔ کتابت کی نزاکتوں کو نبھانا ھر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ ٹائپ میں کم سے کم نفاست اور صفائی تو برقرار رھتی ھے۔ میرا اپنا خط بہت اچھا نہیں مگر بدخطی سے الجھن اور بیزاری سی ھونے لگتی ھے۔ بات اگر ذوق جمال کی ھو تو دوسرے یا تیسرے درجے کی چیز پر نگاہ نہیں ٹکتی۔

فرش سے مطمئن نہیں پست ہے ناپسند ہے عرش بہت بلند ہے ذوق نظر کو کیا کروں

ہم نے مژدہ سنایا تھا کہ آئندہ پرچہ خوبصورت ٹائپ میں پیش کیا جائے گا۔ مگر ابھی اس میں تھوڑی سی دیر ہے۔ نئی مشین جس کے آسرے پر خوشخبری دی گئی تھی ابھی تک تجرباتی الٹ پھیر کے گرداب سے باھر نہیں آئی۔ علاوہ ازیں کچھ انتظامی دشواریاں بھی حائل رھیں۔ محرم اور صفر کے پرچے اسی پرانے ٹائپ میں پیش کئے جارہے ھیں۔ ربیع الاول کا شمارہ نئی مشین کے نئے ٹائپ میں ھوگا۔ جس کے بعد امید ہے کہ کتابت اور نستعلیق کے گرویدہ حضرات کو بھی اپنے ذوق کی تسکین کا سامان مل جائے گا۔ اس لئے کہ نیا ٹائپ پرانے ٹائپ سے تراش خراش اور طرز و ادا میں کہیں بہتر ہے اور وضع میں نستعلیق سے قریب تر ہے۔

---

ھجری صدی تقریبات کا بڑا چرچا ہے۔ لیکن یہ قوم نشستند و گفتند و برخاستند سے آگے نہیں بڑھے گی۔ ادارے میں نئے سیکریٹری محمد سمیع اللہ صاحب کی آمد سے یہ خوشگوار تبدیلی آئی ہے کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے دفاتر میں عیسوی کیلنڈر کی بجائے ھجری کیلنڈر کو اصل قرار دے کر تاریخ کے اندراجات کئے جاتے ھیں۔ لیکن ظاھر ہے یہ عمل اختیاری ہے اس کے پیچھے کوئی قوت نافذہ موجود نہیں۔ فکر و نظر پہلے ھی سے یہ التزام کر رھا ہے کہ پہلے قمری حساب سے اسلامی تاریخ درج کی جاتی ہے پھر عیسوی۔ مگر ملک کے اندر چونکہ ابھی تک تمام کاروبار عیسوی کیلنڈر سے چلتا ہے اس لئے مجبوراً پرچہ اسی حساب سے شائع ھوتا رھا۔ طے کیا گیا ہے کہ آئندہ رسالے کی اشاعت میں عیسوی کیلنڈر کی بجائے ھجری کیلنڈر کو پیش نظر رکھا جائے۔ ڈاکخانے سے گفت و شنید

کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ پرچہ قمری مہینوں کے مطابق حوالہ ڈاک کیا جائے گا۔ یعنی محرم کا پرچہ یکم محرم کو صفر کا پرچہ یکم صفر کو شائع ہوگا۔ قارئین اسے نوٹ کرلیں اور پرچے کے ساتھ معاملت میں اسی حساب کو ملحوظ رکھیں۔

(مدیر)

---